125
سلسلہ منبر اللجنة العلمية

التبیان
Islamic Center

خطبہ جمعۃ المبارک

خطبہ رائٹر

حافظ زبیر بن خالد مرجالوی حفظہ اللہ تعالیٰ

عنوان

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

(فضائل اور شہادت)

06 اگست 2021ء 26 ذوالحجہ 1442ھ

زیر اہتمام
التبیان اسلامک سنٹر
لاہور پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سیدنا عثمان عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ (فضائل اور شہادت)

إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ، نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ، مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ اَمَّا بَعدُ فَاَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ﴿فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوْا (البقرة:137)﴾

برادرانِ اسلام!

تاریخ عالم میں بہت کم شخصیات ایسی ملتی ہیں جن کی ذات میں اس قدر صلاحیتیں اور خوبیاں ایک ساتھ ہوں کہ ایک طرف فتوحات اور نظام حکومت میں مساوات، عدل وانصاف، مذہبی رواداری اپنی انتہاء پر ہو اور دوسری طرف روحانیت، زہدوورع، تقویٰ اور بصیرت بھی اپنے پورے کمال پر نظر آئے۔ تاریخ میں اس حوالے سے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا کوئی ثانی نظر نہیں آتا، عدل وانصاف کی بات ہو تو آپ رضی اللہ عنہ اپنے عملی کردار کی وجہ سے منفرد وممتاز نظر آتے ہیں۔ آپ خلافت راشدہ کے دوسرے تاجدار اسلامی تاریخ کی اولوالعزم، عبقری شخصیت، خسر رسول صلی اللہ علیہ وسلم، رسالت کے انتہائی قریبی رفیق ہیں۔

سیدنا عمر فاروق کی انہیں جمیع صفات کی وجہ سے ان کی عظمت کو اپنے ہی نہیں بیگانے بھی تسلیم کرتے ہیں۔ وہ نبی نہیں تھے مگر اللہ نے ان کی زبان حق پر وہ مضامین جاری کر دیئے جو وحی کا حصہ بن گئے۔ قبول اسلام کے بعد وہ اسلام اور پیغمبر اسلام کے شیدائی بن گئے، وہ عموماً رسول اللہ کے ساتھ رہتے، آپ کے مشیر خاص بن گئے، تادم حیات اسلام اور اہل اسلام کے لیے اپنی زندگی کو وقف کر دیا۔

چونکہ چھبیس ذوالحجہ آپ کی شہادت کا دن ہے۔ اس مناسبت سے آج کے خطبہ جمعہ میں سیدنا عمر کے فضائل، امتیازات اور شہادت کا تذکرہ کریں گے۔

فضائل عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

زبان نبوت سے دین پر ہونے کی نبوی گواہی:

رسول کریم ﷺ نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی نہ صرف ایمان کی گواہی دی، بلکہ آپ ﷺ نے تو ان کے دین کی گواہی بھی دے رکھی ہے، چنانچہ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ النَّاسَ عُرِضُوا عَلَيَّ، وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ، فَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ الثَّدْيَ، وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ دُونَ ذَلِكَ، وَعُرِضَ عَلَيَّ عُمَرُ وَعَلَيْهِ قَمِيصٌ اجْتَرَّهُ، قَالُوا: فَمَا أَوَّلْتَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: الدِّينَ

میں نے خواب میں دیکھا کہ کچھ لوگ میرے سامنے پیش کئے گئے جو قمیص پہنے ہوئے تھے ان میں سے بعض کی قمیص صرف سینے تک تھی اور بعض کی اس سے بھی چھوٹی اور میرے سامنے عمر (رضی اللہ عنہ) پیش کئے گئے تو وہ اتنی بڑی قمیص پہنے ہوئے تھے کہ چلتے ہوئے گھسٹتی تھی۔ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ نے اس کی تعبیر کیا لی؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ دین مراد ہے۔

صحیح البخاری:3691

زبان رسالت سے ایمان کی گواہی:

کلمہ پڑھنے کے بعد ایمان کی بہت زیادہ اہمیت ہے، یہی وہ ایمان ہے جس کے باعث انسان کے لیے جنت بلندی درجات ہیں، اسی ایمان کے لانے کا بارہا مرتبہ قرآن مجید میں ہمیں رب تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ ہم میں سے کتنے ہی لوگ مومن بننا چاہتے ہیں، مگر نہیں معلوم کہ وہ مومن بن پائیں یا نہیں، لیکن یہ اعزاز سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ان کی دنیا ہی میں ایمان کی گواہی دے دی تھی۔ چنانچہ عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِ عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا مِنْ نَفْسِي، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لاَ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْكَ مِنْ نَفْسِكَ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: فَإِنَّهُ الآنَ، وَاللَّهِ، لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الآنَ يَا عُمَرُ

نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے اور آپ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے ہر چیز سے زیادہ عزیز ہیں، سوائے اپنی جان کے۔ نبی

کریم ﷺ نے فرمایا: نہیں۔اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے (ایمان اس وقت مکمل نہیں ہوسکتا) جب تک کہ میں تمھیں تمھاری جان سے بھی زیادہ عزیز نہ ہوجاؤں۔عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: پھر واللہ! اب آپ مجھے میری اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہاں، عمر! اب تیرا ایمان پورا ہوا ہے۔

صحیح البخاری:6632

علم کی گواہی:

ویسے تو بہت سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول کریم ﷺ سے دین کی تعلیم حاصل کی، آپ ﷺ سے پڑھتے رہے اور آپ ﷺ سے بہت ساری باتیں سیکھ لیں، مگر یہ اعزاز بھی آپ رضی اللہ عنہ کے نصیب میں آیا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے آپ کے دین، ایمان کے ساتھ ساتھ عالم دین ہونے کی گواہی بھی دی ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ، شَرِبْتُ، يَعْنِي، اللَّبَنَ حَتَّى أَنْظُرَ إِلَى الرِّيِّ يَجْرِي فِي ظُفُرِي أَوْ فِي أَظْفَارِي، ثُمَّ نَاوَلْتُ عُمَرَ فَقَالُوا: فَمَا أَوَّلْتَهُ؟ قَالَ :العِلْمَ

میں نے خواب میں دودھ پیا، اتنا کہ میں دودھ کی سیرابی دیکھنے لگا جو میرے ناخن یا ناخنوں پر بہ رہی ہے، پھر میں نے پیالہ عمر (رضی اللہ عنہ) کو دے دیا۔صحابہ نے پوچھا: یارسول اللہ! اس خواب کی تعبیر کیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کی تعبیر علم ہے۔

صحیح البخاری:3681

حق گوئی کی نبوی شہادت:

واہ قربان جائیں! سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہ جن کے سچے اور حق پر ہونے کی گواہی رسول اللہ ﷺ دیں۔آپ رضی اللہ عنہ ہمیشہ مبنی بر حقیقت گفتگو فرماتے، آپ رضی اللہ عنہ کے فیصلے برحق ہوتے، کتنے ہی مواقع ایسے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کو کوئی مشورہ دیتے تو اللہ تعالیٰ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی موافقت میں قرآن نازل فرمادیتا، کتنے ہی فیصلے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایسے ہوتے جن میں جو فیصلہ عمر رضی اللہ عنہ کا ہوتا، وہی فیصلہ رب کعبہ کا ہوتا۔یہی وجہ ہے کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللهَ تَعَالَى جَعَلَ الْحَقَّ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهِ

عمر (رضی اللہ عنہ) کی زبان اور دل پر سچ کو رکھ دیا گیا ہے۔

مسند احمد:144/8(5145)، قال شعیب: حدیث صحیح

محبوبِ مصطفیٰ:

رسول اللہ ﷺ کے بہت سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے، جو آپ ﷺ کے پاس رہتے، آپ ﷺ سے تعلیم حاصل کرتے، آپ ﷺ کا ہر ہر حکم ماننے کے لیے ہر دم تیار رہتے، آپ ﷺ کے لیے مر مٹنے کا جذبہ ہر وقت ان کے سینوں میں ہوتا، مگر یہ اعزاز بھی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا کہ آپ رضی اللہ عنہ ان صرف چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہیں جن سے رسول اللہ ﷺ زیادہ محبت کیا کرتے تھے، چنانچہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کرتے ہیں:

أَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ :عَائِشَةُ، فَقُلْتُ : مِنَ الرِّجَالِ؟ فَقَالَ :أَبُوهَا، قُلْتُ : ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ :ثُمَّ عُمَرُ بْنُ الخَطَّابِ فَعَدَّ رِجَالًا

آپ کو سب سے زیادہ محبت کس سے ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ میں نے پوچھا، اور مردوں میں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے باپ (ابوبکر رضی اللہ عنہ) سے۔ میں نے پوچھا: پھر کس سے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے۔ پھر آپ ﷺ نے کچھ لوگوں کے نام ذکر کیے۔

صحیح البخاری:3662

مرادِ مصطفیٰ:

رسول اللہ ﷺ نے جب اعلان نبوت کیا، تو آہستہ آہستہ بہت سے لوگ اسلام لے آئے، اسلام قبول کرنے والے زیادہ غریب لوگ تھے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے لیے یہ اعزاز کی بات ہے کہ باقی تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خود نبی کریم ﷺ کے پاس آئے مگر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے اللہ سے دعائیں کر کر کے مانگا ہے، تاکہ ان کے ذریعہ اسلام پہلے سے اور زیادہ مضبوط ہو جائے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے:

اللَّهُمَّ أَعِزَّ الإِسْلَامَ بِأَحَبِّ هَذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ إِلَيْكَ بِأَبِي جَهْلٍ أَوْ بِعُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ

اے اللہ! ان دونوں یعنی ابوجہل اور عمر بن خطاب میں سے جو تجھے محبوب ہو اس کے ذریعے اسلام کو قوت دے۔

سنن الترمذی:3681، قال الالبانی:صحیح

عمر (رضی اللہ عنہ) صاحبِ الہام:

یہ اعزاز بھی صرف سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ امت محمدیہ میں سے وہ واحد شخصیت ہیں جنہیں الہام ہوتا ہے۔ چنانچہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَقَدْ كَانَ فِيمَا قَبْلَكُمْ مِنَ الأُمَمِ مُحَدَّثُونَ، فَإِنْ يَكُ فِي أُمَّتِي أَحَدٌ، فَإِنَّهُ عُمَرُ

تم سے پہلے بنی اسرائیل کی امتوں میں کچھ لوگ ایسے ہوا کرتے تھے کہ نبی نہیں ہوتے تھے اور اس کے باوجود فرشتے ان سے کلام کیا کرتے تھے اور اگر میری امت میں کوئی ایسا شخص ہوسکتا ہے تو وہ عمر ہیں۔

صحیح البخاری:3689

دینی امور میں انتہائی سخت:

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو مختلف خوبیوں سے نوازا ہوتا ہے، کچھ اچھے ہوتے ہیں، کچھ بہت ہی اچھے ہوتے ہیں، کچھ برے ہوتے ہیں اور کچھ بہت ہی برے ہیں۔ کچھ کسی اعتبار سے تو اچھے ہوتے ہیں اور کسی اعتبار سے بُرے ہوتے ہیں۔ مگر یہ اعزاز بھی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کی ایک خاص خوبی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ دین کے معاملہ میں انتہائی سخت ہیں، وہ دین کے معاملے میں کسی سستی ،غفلت اور کبیرہ و صغائر کا شکار نہیں ہوتے۔ چنانچہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَرْحَمُ أُمَّتِي بِأُمَّتِي أَبُو بَكْرٍ، وَأَشَدُّهُمْ فِي أَمْرِ اللَّهِ عُمَرُ

میری امت میں سب سے زیادہ میرے امتیوں پر نرمی کرنے والے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ہیں اور اللہ تعالیٰ کے دین کے معاملے میں سب سے سخت عمر (رضی اللہ عنہ) ہیں۔

سنن الترمذی:3790، قال الالبانی:صحیح

عمر رسیدہ جنتیوں کے سردار:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھا اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور تیسرا کوئی بھی وہاں موجود نہیں تھا، تو آپ کی نظر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ پر پڑی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

هَذَانِ سَيِّدَا كُهُولِ أَهْلِ الجَنَّةِ مِنَ الأَوَّلِينَ وَالآخِرِينَ إِلَّا النَّبِيِّينَ وَالمُرْسَلِينَ

یہ دنوں، نبیوں اور رسولوں کے علاوہ اگلے پچھلے تمام عمر رسیدہ جنتیوں کے سردار ہوں گے۔

سنن الترمذی:3664، قال الالبانی:صحیح

اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا!

بھائیو! شاید سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کے لیے یہی کافی ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر رضی اللہ عنہ ہوتے۔ جیسا کہ سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَوْ كَانَ نَبِيٌّ بَعْدِي لَكَانَ عُمَرَ بْنَ الخَطَّابِ

اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر (رضی اللہ عنہ) ہوتا۔

(سنن الترمذی: 3686، قال الالبانی: حسن)

جسے دیکھ کر شیطان بھی راہ بدل لے!

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اندر آنے کی اجازت چاہی۔ اس وقت آپ کے پاس قریش کی چند عورتیں (امہات المؤمنین میں سے) بیٹھی باتیں کر رہی تھیں اور آپ کی آواز پر اپنی آواز اونچی کرتے ہوئے آپ سے نان ونفقہ میں زیادتی کا مطالبہ کر رہی تھیں۔ جوں ہی عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت چاہی تو وہ تمام کھڑی ہو کر پردے کے پیچھے جلدی سے بھاگ کھڑی ہوئیں۔ آخر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی اور وہ داخل ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا رہے تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

أَضْحَكَ اللَّهُ سِنَّكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ خوش رکھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عَجِبْتُ مِنْ هَؤُلاَءِ اللَّاتِي كُنَّ عِنْدِي، فَلَمَّا سَمِعْنَ صَوْتَكَ ابْتَدَرْنَ الحِجَابَ

مجھے ان عورتوں پر تعجب ہے جو ابھی میرے پاس بیٹھی ہوئی تھیں، لیکن تمہاری آواز سنتے ہی سب پردے کے پیچھے بھاگ گئیں۔

عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

فَأَنْتَ أَحَقُّ أَنْ يَهَبْنَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، ثُمَّ قَالَ عُمَرُ: يَا عَدُوَّاتِ أَنْفُسِهِنَّ أَتَهَبْنَنِي وَلاَ تَهَبْنَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقُلْنَ: نَعَمْ، أَنْتَ أَفَظُّ وَأَغْلَظُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یارسول اللہ! ڈرنا تو انہیں آپ سے چاہیے تھا۔ پھر انہوں نے (عورتوں سے) کہا اے اپنی جانوں کی دشمنو! تم مجھ سے تو ڈرتی ہو اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ڈرتیں، عورتوں نے کہا کہ ہاں، آپ ٹھیک کہتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں آپ کہیں زیادہ سخت ہیں۔

اس پر آپ ﷺ نے فرمایا:

إِيهًا يَا ابْنَ الخَطَّابِ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ سَالِكًا فَجًّا قَطُّ، إِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ

اے ابن خطاب! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر شیطان تمہیں کسی راستے پر چلتا دیکھتا ہے تو اسے چھوڑ کر وہ کسی دوسرے راستے پر چل پڑتا ہے۔

صحیح البخاری:3683

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو تحفہ مصطفیٰ:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے (ریشم کا) دھاری دار جوڑا مسجد نبوی کے دروازے پر بکتا دیکھا تو کہنے لگے:

يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوِ اشْتَرَيْتَ هَذِهِ، فَلَبِسْتَهَا يَوْمَ الجُمُعَةِ وَلِلْوَفْدِ إِذَا قَدِمُوا عَلَيْكَ

یارسول اللہ! بہتر ہوا گر آپ اسے خرید لیں اور جمعہ کے دن اور وفود جب آپ ﷺ کے پاس آئیں تو ان کی ملاقات کے لیے آپ اسے پہنا کریں۔

اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

إِنَّمَا يَلْبَسُ هَذِهِ مَنْ لاَ خَلاَقَ لَهُ فِي الآخِرَةِ

اسے تو وہی پہن سکتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہو۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کے پاس اسی طرح کے کچھ جوڑے آئے تو اس میں سے ایک جوڑا آپ نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا۔

انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ مجھے یہ جوڑا پہنا رہے ہیں حالانکہ اس سے پہلے عطارد کے جوڑے کے بارے میں آپ نے کچھ ایسا فرمایا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنِّي لَمْ أَكْسُكَهَا لِتَلْبَسَهَا

میں نے اسے تمہیں خود پہننے کے لیے نہیں دیا ہے۔

چنانچہ:

فَكَسَاهَا عُمَرُ بْنُ الخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَخًا لَهُ بِمَكَّةَ مُشْرِكًا

عمر رضی اللہ عنہ نے اسے اپنے ایک مشرک بھائی کو پہنا دیا جو مکے میں رہتا تھا۔

صحیح البخاری:886

جس کی رائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق ہو جاتی:

بھائیو! اللہ تعالیٰ نے سیدنا عمر کو بہت سی عقل و دانشمندی سے نواز رکھا تھا، آپ رسول اللہ کے بہترین مشیر تھے، اکثر مقامات پے رسول اللہ کو مشورہ دیتے اور اللہ تعالیٰ کو بھی وہ مشوہ پسند آتا اور رسول اللہ بھی عموماً ان کے مشورے کو قبول فرما لیتے۔ ایسی بیسیوں مثالیں موجود ہیں۔ اس حوالہ سے صرف ایک واقعہ پیش خدمت ہے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد بیٹھے تھے اور ہمارے ساتھ اور آدمیوں میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے (اور باہر تشریف لے گئے) پھر آپ نے ہمارے پاس آنے میں دیر لگائی تو ہم کو ڈر ہوا کہ کہیں دشمن آپ کو اکیلا پا کر مار نہ ڈالیں۔ ہم گھبرا گئے اور اٹھ کھڑے ہوئے۔ سب سے پہلے میں گھبرایا تو میں آپ کو ڈھونڈ ھنے کے لیے نکلا اور بنی نجار کے باغ کے پاس پہنچا۔ (بنی نجار انصار کے قبیلوں میں سے ایک قبیلہ تھا) اس کے چاروں طرف دروازے کو دیکھتے ہوئے چکر لگایا کہ دروازہ پاؤں تو اندر جاؤں (کیونکہ گمان ہوا کہ شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے اندر تشریف لے گئے ہوں) دروازہ ملا ہی نہیں۔ (شاید اس باغ میں دروازہ ہی نہ ہوگا یا اگر ہوگا تو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو گھبراہٹ میں نظر نہ آیا ہو گا) دیکھا کہ باہر کنویں میں سے ایک نالی باغ کے اندر جاتی ہے، میں لومڑی کی طرح سمٹ کر اس نالی کے اندر گھسا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَبُو هُرَيْرَةَ

کیا ابو ہریرہ ہے؟

میں نے عرض کی ہاں، یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا شَأْنُكَ؟

کیا بات ہے؟

میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! آپ ہم لوگوں میں تشریف فرما تھے، پھر آپ باہر چلے آئے اور واپس آنے میں دیر لگائی تو ہمیں ڈر ہوا کہ کہیں دشمن آپ کو ہم سے جدا دیکھ کر نہ ستائیں، ہم گھبرا گئے اور سب سے

پہلے میں گھبرا کر اٹھا اور اس باغ کے پاس آیا (دروازہ نہ ملا) تو اس طرح سمٹ کر گھس آیا جیسے لومڑی اپنے بدن کو سمیٹ کر گھس جاتی ہے اور سب لوگ میرے پیچھے آئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

يَا أَبَا هُرَيْرَةَ وَأَعْطَانِي نَعْلَيْهِ، قَالَ : اذْهَبْ بِنَعْلَيَّ هَاتَيْنِ، فَمَنْ لَقِيتَ مِنْ وَرَاءِ هَذَا الْحَائِطِ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهُ، فَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ

اے ابو ہریرہ! اور مجھے اپنے جوتے (نشانی کے طور پر) دیے (تاکہ لوگ میری بات کو سچ سمجھیں) اور فرمایا: میری یہ دونوں جوتیاں لے جا اور جو کوئی تجھے اس باغ کے پیچھے ملے اور وہ اس بات کی گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور اس بات پر دل سے یقین رکھتا ہو تو اس کو یہ سنا کر خوش کر دے کہ اس کے لیے جنت ہے۔

(سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں جوتیاں لے کر چلا) تو سب سے پہلے میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے ملا۔ انھوں نے پوچھا کہ اے ابو ہریرہ! یہ جوتیاں کیسی ہیں؟ میں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی جوتیاں ہیں۔ آپ ﷺ نے یہ دے کر مجھے بھیجا ہے کہ میں جس سے ملوں اور وہ لا الٰہ الا اللہ کی گواہی دیتا ہو، دل سے یقین کرکے، تو اس کو جنت کی خوشخبری دوں۔ یہ سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایک ہاتھ میری چھاتی کے بیچ میں مارا تو میں سرین کے بل گرا۔ پھر کہا کہ اے ابو ہریرہ! لوٹ جا۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس لوٹ کر چلا گیا اور رونے والا ہی تھا کہ میرے ساتھ پیچھے سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی آ پہنچے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَا لَكَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ؟

اے ابو ہریرہ! تجھے کیا ہوا؟

میں نے کہا کہ میں عمر رضی اللہ عنہ سے ملا اور جو پیغام آپ ﷺ نے مجھے دیکر بھیجا تھا پہنچایا تو انھوں نے میری چھاتی کے بیچ میں ایسا مارا کہ میں سرین کے بل گر پڑا اور کہا کہ لوٹ جا۔ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہا:

يَا عُمَرُ، مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا فَعَلْتَ؟

تو نے ایسا کیوں کیا؟

انھوں نے عرض کی کہ یارسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو آپ نے اپنی جوتیاں دیکر بھیجا تھا کہ جو شخص ملے اور وہ گواہی دیتا ہو لا الٰہ الا اللہ کی دل سے یقین رکھ کر تو اسے جنت کی خوشخبری دو؟۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ (آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں) ایسا نہ کیجیے کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ لوگ اس پر تکیہ کر بیٹھیں گے، ان کو عمل کرنے دیجیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

فَخَلِّهِمْ

اچھا ان کو عمل کرنے دو۔

صحیح مسلم:31

سیدنا عمر کے لیے عبقری ہونے کا اعزاز:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بَيْنَمَا أَنَا عَلَى بِئْرٍ أَنْزِعُ مِنْهَا، جَاءَنِي أَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، فَأَخَذَ أَبُو بَكْرٍ الدَّلْوَ، فَنَزَعَ ذَنُوبًا أَوْ ذَنُوبَيْنِ، وَفِي نَزْعِهِ ضَعْفٌ، وَاللَّهُ يَغْفِرُ لَهُ، ثُمَّ أَخَذَهَا ابْنُ الخَطَّابِ مِنْ يَدِ أَبِي بَكْرٍ، فَاسْتَحَالَتْ فِي يَدِهِ غَرْبًا، فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَفْرِي فَرِيَّهُ، فَنَزَعَ حَتَّى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ

میں ایک کنویں پر (خواب میں) کھڑا اس سے پانی کھینچ رہا تھا کہ میرے پاس ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما بھی پہنچ گئے۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ڈول لے لیا اور ایک یا دو ڈول کھینچے، ان کے کھینچنے میں ضعف تھا اور اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کرے گا۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے ڈول عمر رضی اللہ عنہ نے لے لیا اور ان کے ہاتھ میں پہنچتے ہی وہ ایک بہت بڑے ڈول کی شکل میں ہو گیا۔ میں نے کوئی ہمت والا اور بہادر انسان نہیں دیکھا جو اتنی حسن تدبیر اور مضبوط قوت کے ساتھ کام کرنے کا عادی ہو، چنانچہ انہوں نے اتنا پانی کھینچا کہ لوگوں نے اونٹوں کے پانی پلانے کی جگہیں بھر لیں۔

صحیح البخاری:3676

اس حدیث میں ڈول سے مراد خلافت ہے۔ اور یہ روایت اس بات کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پہلے ہی سے پیشین گوئی کر دی تھی کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دور خلافت عدل وانصاف پر مبنی ہوگا، آپ بہترین حکمران بن کر ابھریں گے، آپ کے دور خلافت میں خلافت مضبوط ہوگی، اسلام غالب آئے گا اور دشمن مغلوب ہوگا۔ پھر ایسا ہی ہوا، چشم فلک نے دیکھا، دیکھتی آنکھوں اور سنتے کانوں نے اس بات کی تصدیق کی کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جب خلافت سنبھالی تو مسلمانوں کی ایک حقیقی خلیفہ ملا، جس نے اپنے عدل وانصاف، نیک نیتی اور بلند عزم وحوصلہ سے بائیس لاکھ مربعہ میل پر حکمرانی کی۔

زبان نبوت سے شہادت کی پشین گوئی:

چند بعض دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے لیے بھی رسول اللہ ﷺ نے پہلے سے ہی پشین گوئی فرمادی تھی کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو شہید کیا جائے گا۔ چنانچہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَنّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَعِدَ أُحُدًا وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَعُثْمَانُ فَرَجَفَ بِهِمْ، فَقَالَ :اثْبُتْ أُحُدُ فَإِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيقٌ وَشَهِيدَانِ

نبی کریم ﷺ، ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کو ساتھ لے کر احد پہاڑ پر چڑھے تو احد کانپ اٹھا، آپ ﷺ نے فرمایا احد! قرار پکڑ کہ تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

صحیح البخاری: 3675

عمر (رضی اللہ عنہ) کو جنت کی خوشخبری دے دو:

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ کے ایک باغ (بئر اریس) میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا کہ ایک صاحب نے آ کر دروازہ کھلوایا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان کے لیے دروازہ کھول دو اور انہیں جنت کی بشارت سنا دو، میں نے دروازہ کھولا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے انہیں نبی کریم ﷺ کے فرمانے کے مطابق جنت کی خوشخبری سنائی تو انہوں نے اس پر اللہ کی حمد کی، پھر ایک اور صاحب آئے اور دروازہ کھلوایا۔ نبی کریم ﷺ نے اس موقع پر بھی یہی فرمایا:

افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ، فَفَتَحْتُ لَهُ فَإِذَا هُوَ عُمَرُ

دروازہ ان کے لیے کھول دو اور انہیں جنت کی بشارت سنا دو، میں نے دروازہ کھولا تو عمر رضی اللہ عنہ تھے۔

انہیں بھی جب نبی کریم ﷺ کے ارشاد کی اطلاع سنائی تو انہوں نے بھی اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی۔ پھر ایک تیسرے اور صاحب نے دروازہ کھلوایا۔ ان کے لیے بھی نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ دروازہ کھول دو اور انہیں جنت کی بشارت سنا دو ان مصائب اور آزمائشوں کے بعد جن سے انہیں (دنیا میں) واسطہ پڑے گا۔ وہ عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔ جب میں نے ان کو نبی کریم ﷺ کے ارشاد کی اطلاع دی تو انہوں نے اللہ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہی مدد کرنے والا ہے۔

صحیح البخاری: 3693

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو جنت میں خوبصورت محل کی بشارت:

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

رَأَيْتُنِي دَخَلْتُ الجَنَّةَ، فَإِذَا أَنَا بِالرُّمَيْصَاءِ، امْرَأَةِ أَبِي طَلْحَةَ، وَسَمِعْتُ خَشَفَةً، فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ فَقَالَ: هَذَا بِلاَلٌ، وَرَأَيْتُ قَصْرًا بِفِنَائِهِ جَارِيَةٌ، فَقُلْتُ: لِمَنْ هَذَا؟ فَقَالَ: لِعُمَرَ، فَأَرَدْتُ أَنْ أَدْخُلَهُ فَأَنْظُرَ إِلَيْهِ، فَذَكَرْتُ غَيْرَتَكَ " فَقَالَ عُمَرُ: بِأَبِي وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ أَعَلَيْكَ أَغَارُ

میں (خواب میں) جنت میں داخل ہوا تو وہاں میں نے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی بیوی رمیصاء کو دیکھا اور میں نے قدموں کی آواز سنی تو میں نے پوچھا یہ کون صاحب ہیں؟ بتایا گیا کہ یہ بلال رضی اللہ عنہ ہیں اور میں نے ایک محل دیکھا اس کے سامنے ایک عورت تھی، میں نے پوچھا یہ کس کا محل ہے؟ تو بتایا کہ یہ عمر رضی اللہ عنہ کا ہے۔ میرے دل میں آیا کہ اندر داخل ہو کر اسے دیکھوں، لیکن مجھے عمر رضی اللہ عنہ کی غیرت یاد آئی (اور اس لیے اندر داخل نہیں ہوا) اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے روتے ہوئے کہا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، یارسول اللہ! کیا میں آپ پر غیرت کروں گا۔

صحیح البخاری: 3679

اسی طرح سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ إِذْ رَأَيْتُنِي فِي الْجَنَّةِ، فَإِذَا امْرَأَةٌ تَوَضَّأُ إِلَى جَانِبِ قَصْرٍ، فَقُلْتُ: لِمَنْ هَذَا؟ فَقَالُوا: لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَذَكَرْتُ غَيْرَةَ عُمَرَ، فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَبَكَى عُمَرُ، وَنَحْنُ جَمِيعًا فِي ذَلِكَ الْمَجْلِسِ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ عُمَرُ: بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللهِ أَعَلَيْكَ أَغَارُ؟

میں سو رہا تھا اور میں نے اپنے آپ کو جنت میں دیکھا۔ وہاں ایک عورت ایک محل کے کونے میں وضو کر رہی تھی۔ میں نے پوچھا کہ یہ محل کس کا ہے؟ نمب (فرشتے) بولے کہ عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) کا۔ یہ سن کر مجھے اس کی غیرت کا خیال آیا اور میں پیٹھ موڑ کر چلا آیا۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جب یہ سنا تو رو دیے اور ہم سب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس مجلس میں تھے۔ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں یارسول اللہ! کیا میں آپ پر غیرت کروں گا؟

صحیح مسلم: 2395

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کا المناک واقعہ:

عمرو بن میمون رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں:

جس صبح کو آپ زخمی کئے گئے، میں (فجر کی نماز کے انتظار میں) صف کے اندر کھڑا تھا اور میرے اور ان کے درمیان عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے سوا اور کوئی نہیں تھا عمر رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ جب صف سے گزرتے تو فرماتے جاتے کہ صفیں سیدھی کر لو اور جب دیکھتے کہ صفوں میں کوئی خلل نہیں رہ گیا ہے تب آگے (مصلی پر) بڑھتے اور تکبیر کہتے۔ آپ (فجر کی نماز کی) پہلی رکعت میں عموماً سورۃ یوسف یا سورۃ النحل یا اتنی ہی طویل کوئی سورت پڑھتے یہاں تک کہ لوگ جمع ہو جاتے۔ اس دن ابھی آپ نے تکبیر ہی کہی تھی کہ میں نے سنا، آپ فرما رہے ہیں کہ مجھے قتل کر دیا یا کتے نے کاٹ لیا۔ ابولولو نے آپ کو زخمی کر دیا تھا۔ اس کے بعد وہ بدبخت اپنا دودھاری خنجر لیے دوڑنے لگا اور دائیں اور بائیں جدھر بھی پھرتا تو لوگوں کو زخمی کرتا جاتا۔ اس طرح اس نے تیرہ آدمیوں کو زخمی کر دیا جن میں سات حضرات نے شہادت پائی۔ مسلمانوں میں سے ایک صاحب (حطان نامی) نے یہ صورت حال دیکھی تو انہوں نے اس پر اپنی چادر ڈال دی۔ اس بدبخت کو جب یقین ہو گیا کہ اب پکڑ لیا جائے گا تو اس نے خود اپنا بھی گلا کاٹ لیا، پھر عمر رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر انہیں آگے بڑھا دیا۔

عمرو بن میمون نے بیان کیا کہ) جو لوگ عمر رضی اللہ عنہ کے قریب تھے انہوں نے بھی وہ صورت حال دیکھی جو میں دیکھ رہا تھا لیکن جو لوگ مسجد کے کنارے پر تھے (پیچھے کی صفوں میں) تو انہیں کچھ معلوم نہیں ہو سکا، البتہ چونکہ عمر رضی اللہ عنہ کی قرآت (نماز میں) انہوں نے نہیں سنی تو سبحان اللہ! سبحان اللہ! کہتے رہے۔ آخر عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بہت ہلکی نماز پڑھائی۔ پھر جب لوگ نماز سے پلٹے تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابن عباس! دیکھو مجھے کس نے زخمی کیا ہے؟ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے تھوڑی دیر گھوم پھر کر دیکھا اور آ کر فرمایا کہ مغیرہ رضی اللہ عنہ کے غلام (ابولولو) نے آپ کو زخمی کیا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا، وہی جو کاریگر ہے؟ جواب دیا کہ جی ہاں، اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

قَاتَلَهُ اللَّهُ، لَقَدْ أَمَرْتُ بِهِ مَعْرُوفًا، الحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَمْ يَجْعَلْ مِيتَتِي بِيَدِ رَجُلٍ يَدَّعِي الإِسْلاَمَ، قَدْ كُنْتَ أَنْتَ وَأَبُوكَ تُحِبَّانِ أَنْ تَكْثُرَ العُلُوجُ بِالْمَدِينَةِ

اللہ اسے برباد کرے میں نے تو اسے اچھی بات کہی تھی (جس کا اس نے یہ بدلا دیا) اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے میری موت کسی ایسے شخص کے ہاتھوں نہیں مقدر کی جو اسلام کا مدعی ہو۔ تم اور تمہارے والد (عباس رضی اللہ عنہ) اس کے بہت ہی خواہشمند تھے کہ عجمی غلام مدینہ میں زیادہ سے زیادہ لائے جائیں۔

یوں بھی ان کے پاس غلام بہت تھے، اس پر ابن عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اگر آپ فرمائیں تو ہم بھی کر گزریں۔ مقصد یہ تھا کہ اگر آپ چاہیں تو ہم (مدینہ میں مقیم عجمی غلاموں کو) قتل کر ڈالیں۔

عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

كَذَبْتَ بَعْدَ مَا تَكَلَّمُوا بِلِسَانِكُمْ، وَصَلَّوْا قِبْلَتَكُمْ، وَحَجُّوا حَجَّكُمْ

یہ انتہائی غلط فکر ہے، خصوصاً جب کہ تمہاری زبان میں وہ گفتگو کرتے ہیں، تمہارے قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرتے ہیں اور تمہاری طرح حج کرتے ہیں۔

پھر عمر رضی اللہ عنہ کو ان کے گھر اٹھا کر لایا گیا اور ہم آپ کے ساتھ ساتھ آئے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے لوگوں پر کبھی اس سے پہلے اتنی بڑی مصیبت آئی ہی نہیں تھی، بعض تو یہ کہتے تھے کہ کچھ نہیں ہوگا۔ (اچھے ہو جائیں گے) اور بعض کہتے تھے کہ آپ کی زندگی خطرہ میں ہے۔ اس کے بعد کھجور کا پانی لایا گیا۔ اسے آپ نے پیا تو وہ آپ کے پیٹ سے باہر نکل آیا۔ پھر دودھ لایا گیا اسے بھی جوں ہی آپ نے پیا زخم کے راستے وہ بھی باہر نکل آیا۔ اب لوگوں کو یقین ہو گیا کہ آپ کی شہادت یقینی ہے۔ پھر ہم اندر آ گئے اور لوگ آپ کی تعریف بیان کرنے لگے، اتنے میں ایک نوجوان اندر آیا اور کہنے لگا یا امیرالمؤمنین! آپ کو خوشخبری ہو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ نے رسول اللہ رضی اللہ عنہ کی صحبت اٹھائی۔ ابتداء میں اسلام لانے کا شرف حاصل کیا جو آپ کو معلوم ہے۔ پھر آپ خلیفہ بنائے گئے اور آپ نے پورے انصاف سے حکومت کی، پھر شہادت پائی، عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تو اس پر بھی خوش تھا کہ ان باتوں کی وجہ سے برابر پر میرا معاملہ ختم ہو جاتا، نہ ثواب ہوتا اور نہ عذاب۔ جب وہ نوجوان جانے لگا تو اس کا تہبند (ازار) لٹک رہا تھا، عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس لڑکے کو میرے پاس واپس بلا لاؤ (جب وہ آئے تو) آپ نے فرمایا: میرے بھتیجے! یہ اپنا کپڑا اوپر اٹھائے رکھو کہ اس سے تمہارا کپڑا بھی زیادہ دنوں چلے گا اور تمہارے رب سے تقویٰ کا بھی باعث ہے۔ اے عبداللہ بن عمر! دیکھو مجھ پر کتنا قرض ہے؟ جب لوگوں نے آپ پر قرض کا شمار کیا تو

تقریباً چھیاسی (٨٦) ہزار نکلا۔عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر فرمایا:

إِنْ وَفَى لَهُ، مَالُ آلِ عُمَرَ فَأَدِّهِ مِنْ أَمْوَالِهِمْ، وَإِلَّا فَسَلْ فِي بَنِي عَدِيِّ بْنِ كَعْبٍ، فَإِنْ لَمْ تَفِ أَمْوَالُهُمْ فَسَلْ فِي قُرَيْشٍ، وَلاَ تَعْدُهُمْ إِلَى غَيْرِهِمْ، فَأَدِّ عَنِّي هَذَا المَالَ

اگر یہ قرض آل عمر کے مال سے ادا ہو سکے تو انہی کے مال سے اس کو ادا کرنا ورنہ پھر بنی عدی بن کعب سے کہنا، اگر ان کے مال کے بعد بھی ادائیگی نہ ہو سکے تو قریش سے کہنا، ان کے سوا کسی سے امداد نہ طلب کرنا اور میری طرف سے اس قرض کو ادا کر دینا۔

اچھا اب ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہاں جاؤ اور ان سے عرض کرو کہ عمر نے آپ کی خدمت میں سلام عرض کیا ہے۔امیر المؤمنین (میرے نام کے ساتھ) نہ کہنا، کیونکہ اب میں مسلمانوں کا امیر نہیں رہا ہوں، تو ان سے عرض کرنا کہ عمر بن خطاب نے آپ سے اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت چاہی ہے۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے (عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر) سلام کیا اور اجازت لے کر اندر داخل ہوئے۔دیکھا کہ آپ بیٹھی رو رہی ہیں۔پھر کہا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے آپ کو سلام کہا ہے اور اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت چاہی ہے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں نے اس جگہ کو اپنے لیے منتخب کر رکھا تھا لیکن آج میں انہیں اپنے پر ترجیح دوں گی، پھر جب ابن عمر رضی اللہ عنہ واپس آئے تو لوگوں نے بتایا کہ عبداللہ آ گئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے اٹھاؤ۔ایک صاحب نے سہارا دے کر آپ کو اٹھایا۔آپ نے دریافت کیا کیا خبر لائے؟ کہا کہ جو آپ کی تمنا تھی اے امیر المؤمنین! عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا الحمدللہ۔اس سے اہم چیز اب میرے لیے کوئی نہیں رہ گئی تھی۔لیکن جب میری وفات ہو چکے اور مجھے اٹھا کر (دفن کے لیے) لے چلو تو پھر میرا سلام ان سے کہنا اور عرض کرنا کہ عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) نے آپ سے اجازت چاہی ہے۔اگر وہ میرے لیے اجازت دے دیں تب تو وہاں دفن کرنا اور اگر اجازت نہ دیں تو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا۔

راوی بیان کرتے ہیں: جب عمر رضی اللہ عنہ کی وفات ہو گئی تو ہم وہاں سے ان کو لے کر (عائشہ رضی اللہ عنہا) کے حجرہ کی طرف آئے۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے سلام کیا اور عرض کیا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اجازت چاہی ہے۔ام المؤمنین نے کہا انہیں یہیں دفن کیا جائے۔چنانچہ وہ وہیں دفن ہوئے۔

صحیح البخاری:3700

عمرو بن میمون فرماتے ہیں کہ جب عمر بن خطاب پر قاتلانہ حملہ ہوا تو آپ قرآن مجید سے یہ آیت

تلاوت فرما رہے تھے:

وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ قَدَرًا مَقْدُورًا (سورة الاحزاب:38)

اور اللہ کا حکم ہمیشہ اندازے کے مطابق ہے، جو مقرر ہے۔

تاریخ المدینہ المنورۃ:900/3، اسنادہ صحیح

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کی تاریخ:

امام لیث بن سعد فرماتے ہیں:

سیدنا عمر کو ۲۳ ہجری میں ۲۵ یا ۲۶ ذوالحجہ کو شہید کیا گیا۔ آپ کی مدت خلافت دس سال، چھ ماہ اور چار دن تک محیط ہے۔

تاریخ دمشق:465/44، صحیح

غسل اور نماز جنازہ:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو غسل دے کر کفن دیا گیا اور ان کی نماز جنازہ بھی ادا کی گئی، جبکہ وہ شہید تھے۔

الطبقات لابن سعد:289/3(4153)، اسناد صحیح

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صہیب رومی رضی اللہ عنہ نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھائی۔

تاریخ ابی ذرعہ الدمشقی، ص:38، صحیح

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں صحابہ و تابعین رحمۃ اللہ علیہم کے جذبات

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے تاثرات:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وُضِعَ عُمَرُ عَلَى سَرِيرِهِ فَتَكَنَّفَهُ النَّاسُ يَدْعُونَ وَيُصَلُّونَ قَبْلَ أَنْ يُرْفَعَ وَأَنَا فِيهِمْ فَلَمْ يَرُعْنِي إِلَّا رَجُلٌ آخِذٌ مَنْكِبِي، فَإِذَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَتَرَحَّمَ عَلَى عُمَرَ، وَقَالَ: مَا خَلَّفْتَ أَحَدًا أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أَلْقَى اللَّهَ بِمِثْلِ عَمَلِهِ مِنْكَ، وَايْمُ اللَّهِ إِنْ كُنْتُ لَأَظُنُّ أَنْ يَجْعَلَكَ اللَّهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ وَحَسِبْتُ إِنِّي كُنْتُ كَثِيرًا أَسْمَعُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: "ذَهَبْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ وَدَخَلْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ وَخَرَجْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ

جب عمر رضی اللہ عنہ کو (شہادت کے بعد) ان کی چارپائی پر رکھا گیا تو تمام لوگوں نے نعش مبارک کو گھیر

لیا اور ان کے لیے (اللہ سے) دعا اور مغفرت طلب کرنے لگے، نعش ابھی اٹھائی نہیں گئی تھی، میں بھی وہیں موجود تھا۔ اسی حالت میں اچانک ایک صاحب نے میرا شانہ پکڑ لیا، میں نے دیکھا تو وہ علی رضی اللہ عنہ تھے، پھر انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ کے لیے دعا رحمت کی اور (ان کی نعش کو مخاطب کر کے) کہا: آپ نے اپنے بعد کسی بھی شخص کو نہیں چھوڑا کہ جسے دیکھ کر مجھے یہ تمنا ہوتی کہ اس کے عمل جیسا عمل کرتے ہوئے میں اللہ سے جا ملوں اور اللہ کی قسم! مجھے تو (پہلے سے) یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے دونوں ساتھیوں کے ساتھ ہی رکھے گا۔ میرا یہ یقین اس وجہ سے تھا کہ میں نے اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ الفاظ سنے تھے کہ میں، ابوبکر اور عمر گئے۔ میں، ابوبکر اور عمر داخل ہوئے۔ میں، ابوبکر اور عمر باہر آئے۔

صحیح البخاری: 3685

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتے تو اتنا زیادہ روتے کہ فرش کی کنکریاں تک بھیگ جاتیں اور فرماتے ہیں:

إِنَّ عُمَرَ كَانَ لِلْإِسْلَامِ حِصْنًا حَصِينًا، يَدْخُلُ فِيهِ الْإِسْلَامُ وَلَا يَخْرُجُ مِنْهُ، فَلَمَّا قُتِلَ عُمَرُ انْثَلَمَ الْحِصْنُ فَالْإِسْلَامُ يَخْرُجُ مِنْهُ، وَلَا يَدْخُلُ فِيهِ

یقیناً عمر رضی اللہ عنہ اسلام کا قلعہ تھے، لوگ ان کے دور میں اسلام میں داخل ہوئے تھے، خارج کوئی نہیں ہوا تھا، لیکن جب عمر وفات پا گئے تو اس قلعہ میں شگاف پڑ گیا اور لوگ اس میں داخل ہونے کی بجائے خارج ہونے لگے۔

مصنف ابن ابی شیبہ: 31977، اسنادہ صحیح

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَا نَزَلَ بِالنَّاسِ أَمْرٌ قَطُّ فَقَالُوا فِيهِ وَقَالَ فِيهِ عُمَرُ إِلَّا نَزَلَ فِيهِ الْقُرْآنُ عَلَى نَحْوِ مَا قَالَ عُمَرُ

لوگوں کو جب بھی کوئی مسئلہ درپیش ہوا، اور اس کے متعلق لوگوں نے بھی رائے دی اور عمر نے بھی رائے دی، تو اسی رائے کے مطابق قرآن مجید نازل ہو گیا جو عمر نے رائے دی۔

سنن الترمذی: 3682

قبیصہ بن جابر رضی اللہ عنہ:

سیدنا قبیصہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ رَجُلًا قَطُّ أَعْلَمَ بِاللَّهِ وَلَا أَقْرَأَ لِكِتَابِ اللَّهِ وَلَا أَفْقَهَ فِي دِينِ اللَّهِ مِنْ عُمَرَ

میں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی معرفت رکھنے والا، کتاب اللہ کو پڑھنے والا اور دین کی خوب سمجھ رکھنے والا کوئی نہیں دیکھا۔

فضائل الصحابة:472

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے تعظیم:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

كُنْتُ أَدْخُلُ بَيْتِي الَّذِي دُفِنَ فِيهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبِي فَأَضَعُ ثَوْبِي، وَأَقُولُ إِنَّمَا هُوَ زَوْجِي وَأَبِي، فَلَمَّا دُفِنَ عُمَرُ مَعَهُمْ فَوَاللهِ مَا دَخَلْتُهُ إِلَّا وَأَنَا مَشْدُودَةٌ عَلَيَّ ثِيَابِي، حَيَاءً مِنْ عُمَرَ

میں اپنے اس حجرے میں جس میں رسول اللہ ﷺ دفن ہوئے ہیں، سر پر کپڑا لیے بغیر (بھی) داخل ہو جایا کرتی تھی اور میں کہا کرتی تھی کہ یہ میرے خاوند اور میرے باپ ہی تو ہیں، لیکن جب سے عمر رضی اللہ عنہ کو ان کے ساتھ دفن کیا گیا ہے تو اللہ کی قسم! اب تو میں اچھی طرح اپنے سر پر چادر لے کر ہی جایا کرتی ہوں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے حیا کی وجہ سے۔

مسند احمد: 6/202(26179)

سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے جذبات:

سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد فرمایا:

فو الله ما من أهل بيت من المسلمين إلا وقد دخل عليهم في موت عمر نقص في دينهم وفي دنياهم

اللہ کی قسم! سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد مسلمانوں کے ہر گھر کے دینی اور دنیاوی معاملات میں نقص پیدا ہو گیا ہے۔

الطبقات لابن سعد: 3/285، اسناد صحیح

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے تاثرات:

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ جناب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرماتے ہیں؛

كان الإسلام في زمن عمر كالرجل المقبل لا يزداد إلا قربا. فلما قتل عمر. رحمه الله. كان كالرجل المدبر لا يزداد إلا بعدا

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں اسلام کی مثال اس سپاہی کی طرح تھی جو آگے بڑھتا ہے اور بڑھتا ہی چلا جاتا ہے، لیکن جب عمر رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو اسلام کی مثال اس سپاہی کی طرح ہو گئی جو پیچھے ہٹتا ہے تو ہٹتا ہی چلا جاتا ہے۔

الطبقات لابن سعد: 3/285، اسنادہ صحیح

دیگر مسلمانوں کی حالت:

عمرو بن میمون رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَكَأَنَّ النَّاسَ لَمْ تُصِبْهُمْ مُصِيبَةٌ قَبْلَ يَوْمَئِذٍ

گویا لوگوں کی ایسی حالت ہو گئی، جیسے اس سے پہلے انہیں کوئی تکلیف یا مصیبت نہیں پہنچی تھی۔

صحیح البخاری: 3700

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اس سانحہ کے بعد لوگوں کے حالات جاننے کے لیے نکلے تو انہوں نے دیکھا کہ سب لوگ اس طرح رو رہے تھے جیسے ان کی جوان اولاد فوت ہو گئی ہے۔

طبرانی اوسط: 579، اسنادہ صحیح

❀❀❀❀❀

رائٹر: حافظ زبیر بن خالد مرجالوی

ہمارے خطبات اور دروس حاصل کرنے کے لیے رابطہ کیجئے

کال کے لیے:
حافظ زبیر بن خالد مرجالوی
03086222418
03111701903

واٹس ایپ رابطہ کے لیے:
03111701903
03026604440
03086222416